جناب عبدالرؤف ظفر
قسط (۲) آخری

مقالات

التوافق بین کتابة الحدیث وکراهتها و التطابق بین الاحادیث المتعارضة

حدیث کی کتابت اور عدم کتابت یعنے ارشاداتِ نبوی میں تطبیق!

بخاری شریف کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک دور میں باقاعدہ فوجیوں کے نام درج کر کے ان کو جنگوں میں لڑنے کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ یہ کام بھی آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں کرایا۔ اس کے علاوہ آنحضرتؐ کے خطوط اور معاہدات ہیں جو آنحضرتؐ نے دیگر قوموں سے کیے۔ وہ بھی گویا آپؐ کے اپنے لکھائے ہوتے تھے۔ ممانعت کی صورت میں ان کے لکھوانے کا جواز ہی نہیں تھا۔

۷۔ "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةِ کَذَا وَکَذَا وَخَرَجَتِ امْرَاَتِیْ حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَاَتِکَ"۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۲۱)

"حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ عورت اکیلی سفر کرے۔ جب بھی عورت سفر کرے ساتھ محرم ہو" ایک آدمی کھڑا ہو گیا کہنے لگا، "یارسول اللہ میرا نام فلاں غزوہ میں درج کیا گیا ہے، اور میری بیوی حج کرنے

چلی گئی۔" آپؐ نے فرمایا " جا اور اس کے ساتھ حج کر!

(۸) حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان کی حدیث :

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان دونوں سے صلح حدیبیہ کی طویل حدیث مروی ہے۔ اس میں آگے جا کر لکھا ہے کہ سہیل بن عمرو نے آنحضرتؐ سے کہا، " ہمارے مابین آپ تحریر کر دیں۔" آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا، " لکھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ!" سہیل نے کہا، " رحمٰن تو اللہ کی قسم میں نہیں جانتا" آپ لکھیں "بِاِسْمِكَ اللّٰهُمَّ! اس پر مسلمانوں نے کہا، "بخدا ہم تو پوری بسم اللہ لکھیں گے!" لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا، " لکھیں بِاِسْمِكَ اللّٰهُمَّ! پھر فرمایا " هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (یہ وہ چیز ہے جس پر محمدؐ رسول اللہ نے صلح کی)۔ سہیل نے کہا، " اللہ کی قسم اگر ہم آپ کو رسول تسلیم کر لیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی ہم آپ سے لڑتے۔ آپ محمدؐ بن عبداللہ لکھیں!" آنحضرتؐ نے فرمایا " خدا کی قسم، میں ضرور اللہ کا رسول ہوں۔ اگرچہ آپ لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔ لکھو " محمدؐ بن عبداللہ!" (بخاری ج ۱ ص ۳۷۹)

اس حدیث کی مزید تشریح ایک اور حدیث میں ہے :

" عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِیٌّ بَيْنَهُمْ كِتَابًا "فَكَتَبَ " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتَ رَسُوْلًا لَمْ نُقَاتِلْكَ فَقَالَ لِعَلِیٍّ اُمْحُهُ۔ قَالَ عَلِیٌّ مَا اَنَا . . . . فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِيَدِهٖ وَصَالَحَهُمْ۔" (بخاری ج ۱ ص ۳۷۱)

" ابی اسحاق سے روایت ہے، انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل حدیبیہ سے صلح کی تو حضرت علیؓ نے تحریر لکھی۔ انہوں نے لکھا " محمدؐ اللہ کے رسول ہیں!" مشرکوں نے کہا " محمدؐ رسول اللہ" نہ لکھیں، اگر آپؐ رسول ہوتے تو ہم آپؐ سے نہ لڑتے۔" آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اسے مٹا دیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اس کو نہیں مٹا سکتا۔ تب آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

خود اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور ان سے صلح کرلی۔"

یہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی موجودگی میں تحریر لکھوائی۔ اگر لکھنا ناجائز ہوتا تو آپؐ صحابہؓ کو بتا دیتے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیاسی تحریر تھی، جو اہل مکہ اور مسلمانوں کے درمیان لکھی گئی۔ قرآن کے علاوہ اگر ہر چیز کے لکھنے کی ممانعت ہوتی تو اس معاہدے کو آنحضرتؐ زبانی ہی رکھتے ——— یہ حدیث کتبِ حدیث میں بھی موجود ہے۔ مثلاً صحیح مسلم ج ۲، ص ۱۰۴۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو خطوط لکھوائے ان کا ذکر بھی بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیصرِ روم کو خط لکھا۔ جس کی تحریر یہ تھی:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى: أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ" (بخاری ج ۱ ص ۴)

"اللہ رحمٰن و رحیم کے نام کے ساتھ۔ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ کی طرف سے ھرقل، رُوم کے بادشاہ کی طرف، اُس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی۔ اس کے بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے۔ اسلام لے آؤ۔ اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر تو نے اعراض کیا تو رعایا کا گناہ بھی تجھ پر ہو گا۔ (پھر قرآنِ مجید کی آیت لکھی) "اے اہلِ کتاب ایک حکم کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے مابین مشترک ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہمارا بعض بعض کو رب نہ بنائے، پھر اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دیجیے، گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں!"

اس کے علاوہ دیگر حکمرانوں کے نام بھی آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطوط ہیں۔ یہ بھی کتابتِ حدیث کا زندہ ثبوت احادیث کی کتب میں موجود ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم ج۲ ص ۹۰، طبری ص ۱۵۶۹، سیرت حلبیہ ج۳ ص ۲۴۴)

۱۰۔ "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْدُ حِفْظَهُ فَنَهَانِي قُرَيْشٌ۔ وَقَالُوْا أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابَةِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلٰى فِيْهِ وَقَالَ اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا الْحَقُّ" (سنن ابی داؤد کتاب العلم ص۵۱۴)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی سے روایت ہے کہ جو چیزیں میں آنحضرت سے سنتا لکھ لیتا تھا۔ ان کو یاد کرنا چاہتا تھا۔ قریش کے لوگوں نے مجھے روکا اور کہا، ہر چیز جو تُو سنتا ہے لکھ لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں، خوشی میں اور غصہ میں بھی بات کرتے ہیں۔ چنانچہ میں لکھنے سے رُک گیا۔ پھر میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، "لکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس (زبان) سے صرف حق ہی نکلتا ہے۔"

یہ حدیث دیگر کتب حدیث میں بھی موجود ہے۔ مثلاً جامع بیان العلم ج۱ ص۷۱ اور سنن دارمی ج۱ ص ۱۰۳ پر یہ الفاظ ہیں:

"مَا خَرَجَ مِنْهُ إِلَّا الْحَقُّ۔"

مسند احمد ج۲ ص ۱۶۲ میں یہ الفاظ ہیں:

"مَا خَرَجَ مِنِّيْ إِلَّا الْحَقُّ۔"

یہ حدیث کتابتِ حدیث پر دال ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابی حضرت عبداللہ رضی کو اس لیے اجازت دی کہ وہ دیگر کتابوں اور قرآنِ مجید میں فرق سمجھتے تھے۔ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے لکھا ہے کہ یا تو اس حدیث

نے عدم کتابت کو منسوخ کر دیا یا پھر حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو ماہر دیگر کتب ہونے کی وجہ سے اجازت دے دی :

"اَنْ یَکُوْنَ خَصَّ بِھٰذَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو لِاَنَّہٗ کَانَ قَارِئًا لِلْکُتُبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَیَکْتُبُ بِالسُّرْیَانِیَّۃِ وَالْعَرَبِیَّۃِ وَکَانَ غَیْرُہٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ اُمِّیِّیْنَ لَا یَکْتُبُ مِنْھُمْ اِلَّا الْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَاِذَا کَتَبَ لَمْ یُتْقِنْ وَلَمْ یُصِبِ التَّھَجِّیَ فَلَمَّا خَشِیَ عَلَیْھِمُ الْغَلَطَ فِیْمَا یَکْتُبُوْنَ نَھَاھُمْ وَلَمَّا اَمِنَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو ذٰلِکَ اَذِنَ لَہٗ" (تاویل مختلف الحدیث ص۹۲)

یعنی "ممکن ہے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہؓ بن عمرو کو خصوصی طور پر اس لیے اجازت دی ہو۔ کیوں کہ وہ کتب سابقہ پڑھ سکتے تھے۔ اور سریانی اور عربی لکھنا جانتے تھے۔ بخلاف ان کے دیگر صحابہؓ میں سے صرف ایک دو لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اور اس میں انہیں پوری مہارت حاصل نہ تھی۔ حروف تہجی بھی صحیح لکھنے پر قادر نہ تھے۔ چوں کہ ان کی تحریروں میں غلطی کا احتمال تھا اس لیے ان کو منع کر دیا اور حضرت عبداللہؓ کو اس لیے اجازت دے دی کہ یہاں اس قسم کا خدشہ نہ تھا۔"

۱۱۔ "عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عَمْرٍو اَنَّہٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَرْوِیَ مِنْ حَدِیْثِکَ فَاَرَدْتُ اَنْ اَسْتَعِیْنَ بِکِتَابِ یَدِیْ مَعَ قَلْبِیْ اِنْ رَأَیْتَ ذٰلِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کَانَ حَدِیْثِیْ ثُمَّ اسْتَعِنْ بِیَدِکَ مَعَ قَلْبِکَ" (سنن دارمی ج ص ۱۰۴)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا، "اے اللہ کے رسولؐ، میں آپ کی احادیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "میری احادیث کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ لکھ لیا کرو۔"

یہ حدیث اوپر والی حدیث کی مکمل تائید کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اس کے لکھنے کی اجازت دی۔ حاکم نے اس حدیث کو بیان کر کے لکھا ہے :

"هٰذَا الحَدِيْثُ حَسَنٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ اَصْلٌ فِیْ نَسْخِ الحَدِيْثِ يَعْنِی الْكِتَابَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"!

(المستدرک مع التلخیص کتاب العلم ج ۱ ص ۱۰۵)

۱۲۔ "عَنْ اَبِیْ قَبِيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَقَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكْتُبُ اِذْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَیُّ الْمَدِيْنَتَيْنِ تُفْتَحُ اَوَّلًا قُسْطُنْطِيْنِيَّةُ اَوْ رُوْمِيَّةُ؟" فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا، بَلْ مَدِيْنَةُ هِرَقْلَ اَوَّلًا" (سنن دارمی ص ۲۵۵)

"ابی قبیل سے روایت ہے، میں نے عبد الرحمٰن بن عمروؓ سے سنا، انہوں نے فرمایا، "ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارد گرد لکھ رہے تھے، جب آپؐ سے سوال کیا گیا کہ "دونوں شہروں میں سے کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ"؟ آپؐ نے فرمایا "نہیں، بلکہ مدینہ ہرقل پہلے فتح ہوگا۔"

یہ تمام احادیث بخاری شریف کی حدیث کی تائید کرتی ہیں ۔ جو حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت عمروؓ بن عاص کے متعلق روایت کی ہے ۔ اس لیے ان کے متعلق شک کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے ۔ بلکہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضؓ کی محفل میں تشریف فرما ہوتے اور صحابہؓ آپؐ کے گرد حلقہ باندھ کر لکھتے ہوئے (آپؐ کی گفتگو کو صحابہ لکھتے جاتے تھے)۔ یہ املاء کی شکل تھی ۔ وہ حدیث پیش نظر رہے جس میں بروایت حضرت انسؓ، آپؐ ہر بات دو تین بار دہراتے تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

۱۳۔ "عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَيِّدُ الْعِلْمَ قَالَ قَيِّدِ الْعِلْمَ قَالَ عَطَاءٌ قُلْتُ وَمَا تَقْيِيْدُ الْعِلْمِ؟ قَالَ اَلْكِتَابُ۔"

(جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲)

"حضرت عطاءؒ سے روایت ہے، وہ عبد اللہ بن عمرو رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا، "کیا میں علم کو قید کرلوں (لکھ لوں)"؟ فرمایا "علم کو قید کرلو" عطاءؒ نے کہا، "تقیید علم کیا ہے"؟ حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ نے کہا، "لکھنا"!

یہ حدیث بھی اوپر کی حدیث کی تائید کرتی ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ان کو لکھنے کی اجازت دی ۔ یہ حدیث حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ھیثمی نے بھی لکھی ہے ۔ ان کے الفاظ یہ ہیں :

"فِیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُؤَمَّلِ وَثَّقَہُ ابْنُ مَعِیْنٍ وَابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ ثِقَۃٌ قَلِیْلُ الْحَدِیْثِ" (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۱)

کہ "اس میں عبداللہ بن مؤمل ہیں ۔ ابنِ معین وابنِ حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے ۔ ابنِ سعد بھی انہیں ثقہ قلیل الحدیث کہتے ہیں ۔ اگرچہ بعض نے ان پر کلام کیا ہے ۔ لیکن دوسرے محدثین انہیں ثقہ قرار دیتے ہیں ۔ اور یہ حدیث بھی دیگر احادیث کی تائید کرتی ہے اس وجہ سے حجت ہے ۔"

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے "مَا یُرَغِّبُنِیْ فِی الْحَیَاۃِ اِلَّا الصَّادِقَۃُ وَالْوَھْطُ، فَاَمَّا الصَّادِقَۃُ فَصَحِیْفَۃٌ کَتَبْتُھَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا الْوَھْطُ فَاَرْضٌ تَصَدَّقَ بِھَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ کَانَ یَقُوْمُ عَلَیْھَا ۔"

(سنن دارمی ج ۱ ص ۱۰۵، جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲)

کہ "دو چیزوں کی وجہ سے مجھے زندگی عزیز ہے، ایک صحیفہ صادقہ کی وجہ سے اور دوسرے الوھط نامی اراضی کی بنا پر جو مجھے میرے والد نے عطا کی تھی ۔"

معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضؓ نے خود یہ صحیفہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُن کر لکھا اور اس کا ذکر انہوں نے خود لکھا ۔

(تقیید العلم صہ ۸۴ بحوالہ علوم الحدیث اُردو ص ۴۵)

بقول ابن الاثیرؒ اس میں ایک ہزار احادیث تھیں (اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۳) اگرچہ یہ اصالتاً ہمارے پاس نہیں ۔ مسند احمد میں یہ جوں کا توں محفوظ ہے ۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۱۵۸ تا ۲۲۶)

یہ صحیفہ اس بات کا قابلِ اعتماد ثبوت ہے کہ احادیث آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے آپؐ کی موجودگی میں لکھی جاتی تھیں ۔ اس میں وہ فتویٰ بھی موجود ہے جو حضرت عبداللہ نے آپؐ سے پوچھا تھا ۔ آپؓ سوالات پوچھتے تھے ۔ اور آپؐ انہیں جوابات ارشاد فرماتے تھے ۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے کہا ہے، یہی صحیفہ صادقہ آپؐ کی وفات کے بعد

آپ رضی ــــ کے پڑپوتے حضرت عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ کو ملا۔ (تہذیب ترجمہ عمرو بن شعیب) ــــ ظنِ غالب یہی ہے کہ عمرو بن شعیب متوفی سنہ ۱۲۰ھ اس صحیفہ کو زبانی یاد کر کے اس سے حدیثیں روایت کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۸-۵۵)

جلیل القدر تابعی حضرت مجاہدؒ (متوفی سنہ ۱۰۳ھ) کہتے ہیں۔ "یہ صحیفہ میں نے عبداللہ بن عمرو رض کے پاس دیکھا تھا" (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۲، الحدیث الفاصل ج ۴، ص ۲، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود لکھواتے تھے۔ اس کے متعلق مزید مختصر شرح و تہذیب سنن ابی داؤد میں لکھا گیا:

"وَاِذْنَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِي الْكِتَابَةِ وَحَدِيْثُهُ مُتَأَخِّرٌ عَنِ النَّهْيِ لِاَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يَكْتُبُ وَمَاتَ وَعِنْدَهُ كِتَابَتُهُ وَهِيَ الصَّحِيْفَةُ الَّتِيْ كَانَ يُسَمِّيْهَا الصَّادِقَةَ وَلَوْ كَانَ النَّهْيُ عَنِ الْكِتَابَةِ مُتَأَخِّرًا لَمَحَاهَا عَبْدُ اللّٰهِ لِاَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَحْوِ مَا كُتِبَ عَنْهُ غَيْرَ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا لَمْ يَمْحُهَا وَاَثْبَتَهَا دَلَّ عَلٰى اَنَّ الْاِذْنَ فِي الْكِتَابَةِ مُتَأَخِّرٌ عَنِ النَّهْيِ عَنْهَا وَهٰذَا وَاضِحٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ عَنْ كِتَابَةِ غَيْرِ الْقُرْاٰنِ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لِئَلَّا يَخْتَلِطَ الْقُرْاٰنُ بِغَيْرِهٖ فَلَمَّا عُلِمَ الْقُرْاٰنُ وَتَمَيَّزَ وَاُفْرِدَ بِالضَّبْطِ وَالْحِفْظِ وَاُمِنَتْ عَلَيْهِ مَفْسَدَةُ الْاِخْتِلَاطِ اُذِنَ فِي الْكِتَابَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا كَانَ النَّهْيُ عَنْ كِتَابَةٍ مَخْصُوْصَةٍ وَهِيَ اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ كِتَابَةِ الْحَدِيْثِ وَالْقُرْاٰنِ فِيْ صَحِيْفَةٍ وَّاحِدَةٍ خَشْيَةَ الْاِلْتِبَاسِ وَقَدْ وَقَعَ الْاِتِّفَاقُ عَلٰى جَوَازِ الْكِتَابَةِ وَاِبْقَائِهَا وَلَوْلَا الْكِتَابَةُ مَا كَانَ بِاَيْدِيْنَا الْيَوْمَ مِنَ السُّنَّةِ اِلَّا اَقَلُّ الْقَلِيْلِ۔" (ص ۲۴۵، ۲۴۶)

یعنی "حضرت عبداللہ بن عمرو رض کو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتابت کی اجازت دی، ان کی حدیث ممانعتِ کتابت سے متاخر ہے، کیوں کہ وہ ہمیشہ لکھتے رہے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کا لکھا ہوا ان کے پاس تھا۔ یہ وہی صحیفہ ہے جس کو وہ "الصادقة" کہتے تھے۔ اگر ممانعتِ کتابت سے متاخر ہوتی تو حضرت عبداللہ رض ضرور مٹا دیتے۔ آنحضرت ؐ کے حکم کی وجہ سے،

جو انہوں نے قرآن کے علاوہ لکھا جب انھوں نے اس کو نہ مٹایا، بلکہ باقی رکھا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کتابت کی اجازت منع کرنے سے بعد کی ہے۔

اور یہ بات واضح ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ آنحضرتؐ نے قرآنِ پاک کے علاوہ کتابت کو ابتداء میں منع فرمایا تھا تاکہ قرآنِ مجید اپنے علاوہ کسی دوسری چیز سے ملتبس نہ ہو۔ جب قرآنِ مجید کو جان لیا گیا اور وہ ممتاز ہو گیا اور حفظ کر لیا گیا اور اس پر اختلاط سے تحفظ ہو گیا تو آپؐ نے کتابت کی اجازت دے دی، اور بعض نے کہا ہے کہ ممانعت خاص کتابت سے تھی، وہ یہ کہ حدیث اور قرآن کو ایک صفحے پر لکھنے سے التباس کا خطرہ تھا۔ کتابتِ (حدیث) اور اس کے باقی رکھنے پر اتفاق ہے۔ اگر احادیث کی کتابت نہ ہوتی تو آج ہمارے ہاتھوں میں سنّت کا بہت ہی کم حصہ ہوتا۔"

۱۵۔ "عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْتُبُ كُلَّ مَا أَسْمَعُ مِنْكَ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ قَالَ نَعَمْ۔ فَإِنِّيْ لَا أَقُوْلُ فِيْ ذَالِكَ إِلَّا حَقًّا" (جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۱)

"عمرو بن شعیب اپنے باپ، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں (یعنی حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے) انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پوچھا، "جو چیز بھی آپؐ سے سنوں، لکھ لیا کروں؟" فرمایا، "ہاں!" میں نے کہا۔ "خوشی اور غصہ میں؟" فرمایا، "ہاں۔ اس معاملہ میں میری ہر بات حق ہوتی ہے۔"

یہ حدیث بھی اوپر والی حدیث کی تائید کرتی ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا تک سند پہنچاتے ہیں پہلے اور سند سے یہ حدیث گزر چکی ہے۔ گویا اس پر یہ تصدیق مزید ہے۔

۱۶۔ "عَنِ ابْنِ رَاشِدِ الْجَرَانِيِّ قَالَ أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ لَهٗ حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَلْقٰى إِلَيَّ صَحِيْفَةً فَقَالَ هٰذَا مَا كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَظَرْتُ فِيْهَا فَإِذَا فِيْهَا أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ مَا

اَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَیْتُ - قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ......!" (ترمذی بحوالہ متن تحفۃ الاحوذی ص ۲۰)

"ابوراشد حبرانی سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے پاس آیا اور کہا "جو بات آپ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہو، وہ بتائیں" انہوں نے مجھے ایک صحیفہ دیا اور کہا "یہ ہے وہ جو آنحضرتؐ نے میرے لیے لکھا (مجھ سے لکھوایا)"۔ ابوراشد کہتے ہیں، میں نے دیکھا اس میں لکھا تھا، ابوبکر صدیقؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، مجھے سکھائیں جو میں صبح کے وقت اور شام کے وقت پڑھوں! آپ نے فرمایا" اے ابوبکرؓ کہو: "اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الخ!"

۱۷۔ "عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِیْهِ وَجَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ کَتَبَ اِلٰی اَهْلِ الْیَمَنِ وَکَانَ فِیْ کِتَابِهٖ اَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَیِّنَةٍ فَاِنَّهٗ قَوَدٌ اِلَّا اَنْ یَّرْضٰی اَوْلِیَاءُ الْمَقْتُوْلِ وَاِنَّ فِی النَّفْسِ الدِّیَةَ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ"

(سنن نسائی کتاب القسامۃ والقود والدیات ج ۲ ص ۲۲۶)

"آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل یمن کو لکھا، "جس نے مسلمان کو قتل کیا اور اس پر دلیل مل گئی۔ اس کو قتل کیا جائے گا مگر اس صورت میں کہ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں۔ جان کے بدلے دیت ایک سو اونٹ ہے۔"

یہ حدیث طویل ہے اور دارمی میں بھی ہے۔ اس کے حاشیے پر عبداللہ ہاشم یمانی المدنی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے متعلق حاکم نے لکھا ہے، "اس کی سند صحیح ہے!" امام احمد نے کہا، "حدیث صحیح ہے۔" (سنن دارمی حاشیہ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۰)

نسائی شریف کے حاشیہ (سلفیہ) پر لکھا ہے:

"کِتَابُ اٰلِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ کِتَابٌ جَلِیْلٌ کَتَبَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْیَمَنِ وَاَرْسَلَ مَعَهٗ عَمْرَو بْنَ حَزْمٍ ثُمَّ وُجِدَ عِنْدَ بَعْضِ اٰلِهٖ رَوَوْهُ عَنْهُ وَاَخَذَ النَّاسُ عَنْهُمْ سَاقَهُ الْحَاکِمُ فِیْ

اَلمُستَدرَكِ وَصَحَّحَهٗ (جلد ۱ ص ۳۹۷، دار قطنی ص ۳۷۶، کتاب الخراج
یحییٰ بن آدم و محلی ابن حزم[1])

کر "آل عمرو بن حزم کی کتاب بڑی جلیل القدر ہے۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہلِ یمن کے لیے لکھ کر بھیجا۔ پھر اس کے اہل میں سے کسی کے پاس رہی۔ لوگوں نے اس کو آگے روایت کیا۔ متدرک میں حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔"

دار قطنی، کتاب الخراج محلی ابن حزم میں بھی اس کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کی صحت کے بارے میں شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھوا کر حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا، اس صحیفہ کے متعلق اور بھی کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس میں آنحضرتؐ نے زکوٰۃ وصدقات، اور خون بہا کے احکام پوری تشریح کے ساتھ درج فرمائے ہیں۔ (شرح معانی الآثار جلد ۲ ص ۴۱۷)

اس کی نقول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمرو بن حزم کے خاندان میں اور متعدد شخصوں کے پاس موجود تھیں۔ (سنن دار قطنی ج ۲ ص ۱۱۷)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دورِ خلافت میں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاداتِ صدقات کی تلاش میں اہلِ مدینہ کے پاس آدمی بھیجا تو یہ مجموعہ احکام صدقات عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ صحابی کے لڑکوں کے ہاں سے لے لیا گیا۔ (حوالہ ایضاً) —— اس پوری سند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے صحیح ہونے میں ذرا برابر بھی شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود پوری شرح وبسط سے احکام لکھ کر بھجوائے۔

۱۸۔ "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَجْلِسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَسْمَعُ مِنَ النَّبِیِّ الْحَدِیْثَ فَیُعْجِبُهٗ وَلَا یَحْفَظُهٗ فَشَکَا ذٰلِكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِیْثَ فَیُعْجِبُنِیْ وَلَا اَحْفَظُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِكَ وَاَوْمَأَ بِیَدِهٖ لِلْخَطِّ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَهٰذَا الْحَدِیْثُ لَیْسَ اِسْنَادُهٗ

[1] سنن نسائی حاشیہ مع تعلیقات سلفیہ ج ۲ ص ۲۴۷۔

بِذَا لِكَ الْقَائِمِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ الْخَلِيْلُ بْنُ مُرَّةَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔" (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور آپؐ کی حدیثیں سنتا تھا۔ حدیثیں اس کو اچھی لگتی تھیں۔ لیکن یاد نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں آپؐ کی باتیں سنتا ہوں، جو مجھے اچھی لگتی ہیں لیکن یاد نہیں کر سکتا۔ آپؐ نے فرمایا "اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو" اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا ـــ اس سلسلہ میں عبد اللہ بن عمرو کی حدیث ہے، جس کی سند ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا، فرماتے تھے کہ خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتم نے کہا ہے کہ خلیل بن مرہ شیخ مجہول ہے۔ ہم اس کو نہیں جانتا" (الجرح والتعدیل ابو حاتم بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۷۵)

تحفۃ الاحوذی میں حافظ عبد الرحمٰن نے لکھا کہ حدیث ضعیف منکر ہے لیکن اس حدیث کی ایک سند ایسی ہے۔ جس میں خلیل بن مرہ نہیں ہے (تقیید العلم ص ۶۶ بحوالہ علوم الحدیث ص ۳۹) اس لیے اس حدیث سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اس حدیث کے تمام طرق ضعیف نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر صحیح احادیث اس کے صحیح ہونے کی شاہد ہیں۔

۱۹۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے تو اوس، خزرج اور یہود کے قبائل بنو نظیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع وغیرہ کئی ٹکڑوں میں منقسم رہتے تھے اور ان میں عام طور پر لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے مسلمانوں، یہودیوں اور غیر مسلموں (غیر مسلم عربوں) سے مشورہ کے بعد ایک تحریری اعلامیہ نشر فرمایا۔ جس میں حاکم و محکوم دونوں کے حقوق و فرائض کی تفصیل تھی۔ اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ هٰذَا كِتَابُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ (رَسُوْلِ اللّٰهِ) بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَ(اَهْلِ) يَثْرِبَ وَمَنِ اتَّبَعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ الخ!"

ـــ پھر اس میں یہود کا ذکر ہے۔ ۴۸ دفعات کے اس اعلامیہ میں پانچ مرتبہ "اَهْلُ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ" کے الفاظ دہرائے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ

ایک تحریر تھی ورنہ صحیفہ کا اطلاق اس پر نہیں ہو سکتا۔"

(ابن کثیر، بخاری، مسلم بحوالہ وثائق سیاسیہ از ڈاکٹر حمید اللہ ص ۴۰)

اس کے علاوہ بھی کئی معاہدات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کئی موقعوں پر کیے جن کی تحریر مدون موجود ہے۔

۲۰۔ حضرت انس بن مالکؓ کو ان کے ماں باپ نے مدینہ منورہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر کیا اور کہا کہ آپؐ کے لیے وقف ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اِبْنِيْ وَهُوَ غُلَامٌ كَاتِبٌ" (اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۲۸)

"اے اللہ کے رسولؐ، یہ میرا بیٹا ہے، بچہ ہے لیکن فن کتابت جانتا ہے۔"

حضرت انسؓ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہتے۔ حضرت انسؓ کا خود بیان ہے:

"خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ" (مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

کہ "میں نے آنحضرتؐ کی دس سال خدمت کی، آپؐ نے کبھی بھی (ڈانٹتے ہوئے) اُف کا کلمہ نہ کہا اور نہ کبھی فرمایا "یہ کیوں کیا؟" اور نہ ہی یہ فرمایا "یہ تم نے کیوں نہ کیا۔"

حضرت انسؓ کے والدین نے آپؐ کو بتا دیا تھا کہ یہ بچہ کتابت سے آشنا ہے چنانچہ وہ حضور پاکؐ کی احادیث لکھتے۔ صرف احادیث لکھتے ہی نہیں تھے۔ بلکہ لکھ کر ان کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش بھی کرتے، ان کی اصلاح اور تصحیح کرا لیا کرتے تھے۔

سعید بن ھلال سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے ہم زیادہ اصرار سے کہتے تھے، تو وہ احادیث لاتے اور کہتے تھے یہ وہ حدیثیں ہیں جو آنحضرتؐ سے سنی ہیں اور جن کو میں نے لکھ کر آپؐ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

(مستدرک حاکم بحوالہ کتابتِ حدیث عہدِ نبوی میں)

حضرت انسؓ کا یہ اپنا بیان انتہائی اہم ہے۔ ان سے موجودہ کتب احادیث میں دو ہزار چھ سو چھیاسی (۲۶۸۶) احادیث مروی ہیں، ان کی احادیث کو مختلف لوگوں نے قلمبند کیا ہے۔ ابان تابعی کا بیان ہے کہ ہم حضرت انسؓ کے پاس بیٹھ کر احادیث لکھا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ اور دیگر صحابہؓ نہ صرف احادیث لکھتے بلکہ اپنے بچوں کو نصیحت کرتے کہ احادیث کو قلمبند کریں۔ حضرت انسؓ نے بچوں سے کہا:

"یَا بَنِیَّ قَیِّدُوْا هٰذَا الْعِلْمَ" (دارمی ج ۱ ص ۱۰۵)

"میرے بچو، اس علم کو ضبطِ تحریر میں لے آؤ"

مستدرک حاکم میں: "قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ" کے الفاظ ہیں: (ج ۱ ص ۱۰۶)

حضرت انسؓ نے خلوص و محبت سے آپؐ کی خدمت کی اور آپؐ کے شب و روز کی باتوں کو ضبطِ تحریر میں لاکر اور پھر ان کی خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تصدیق کرا کر امت پر احسان کیا۔ کہ یہ احادیثِ مبارکہ لوگوں تک پہنچائیں۔ پھر چراغ سے چراغ جلتا گیا۔

۲۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا عامل بنا کر بھیجا تو واجباتِ حکومت سے متعلق ایک تحریر لکھ دی۔ اس کی ابتداء اس طرح سے ہوتی ہے:

"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هٰذِهٖ فَرِیْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِیْنَ وَالَّتِیْ اَمَرَ اللهُ بِهٖ وَرَسُوْلُهٗ" (بخاری ج ۱ ص ۱۹۵)

امام بخاریؒ نے کتاب الزکوٰۃ کے تین ابواب میں اس نوشتہ کی روایات کو درج کیا ہے۔ سنن دارمی میں ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَتَبَ الصَّدَقَةَ فَلَمْ تَخْرُجْ اِلٰى عُمَّالِهٖ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ فَلَمَّا قُبِضَ اَخَذَهَا اَبُوْبَکْرٍ نَعْمَلُ بِهَا مِنْ بَعْدُ" (ج ۱ ص ۳۲۰)

کہ "حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقہ کی تحریر لکھوائی۔ لیکن عمال کو نہ بھیجی تھی کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس تحریر پر عمل درآمد کرایا۔ پھر آگے بھی حدیث ہے ــــ امام ابوداؤدؒ نے اس صحیفہ کو حدیث کے مشہور امام حماد بن سلمہؒ سے روایت کیا ہے۔ جس پر حماد بن سلمہ خود تصریح کرتے ہیں کہ میں نے خود اس نوشتہ کو حاصل کیا" (ابوداؤد ص ۱۸)

امام حاکم نے بھی یہ دستاویز نقل کی ہے۔ (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۰۹)

حافظ ابو جعفر طحاوی نے بھی یہ دستاویز بحوالہ حماد بن سلمہ لکھی ہے۔ اس میں حماد بن سلمہ کی یہ تصریح بھی موجود ہے کہ مجھے ثابت بنانی نے یہ دستاویز لینے ثمامہ بن عبداللہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے مجھے یہ دستاویز دے دی۔ میں نے دیکھا:

"فَاِذَا عَلَیْہِ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ" (شرح معانی الآثار ص ۲۱۶)

کہ "اس پر جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہر تھی"!

۲۲۔ حضرت عبداللہ بن حکیم رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک تحریر ہمارے قبیلہ جہنیہ میں پہنچی جس میں مختلف احادیث تھیں (ترمذی ج ۱ ص ۲۰۶)

۲۳۔ حضرت وائل بن حجر حضرموت کے شہزادوں میں سے تھے۔ یہ ۹ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اور مسلمان ہوئے۔ ان کی آمد سے قبل آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی خوش خبری دے دی تھی اور فرمایا تھا:

"رَاغِبًا فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَفِیْ رَسُوْلِہٖ وَھُوَ بَقِیَّۃُ اَبْنَاءِ الْمُلُوْکِ۔"

(مشکوٰۃ ص ۶۲۱)

"وہ اللہ اور اس کے رسول میں رغبت رکھتے ہیں۔ بادشاہوں کے بیٹوں میں سے باقی وہ ہیں۔"

یہ کچھ دیر آپؐ کی خدمت میں حاضر رہے۔ جب جانے لگے تو آپؐ نے ان کو ایک صحیفہ لکھوا کر دیا۔ جس میں نماز، روزہ، شراب اور سود وغیرہ کے احکام تھے۔ (طبرانی صغیر ص ۲۴۱)

۲۴۔ مندرجہ بالا تحریروں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینکڑوں کی تعداد میں خطوط اور وثیقے ہیں جو آپؐ نے مختلف اوقات میں بادشاہوں کو بھیجے اور قبیلوں اور سرداروں کو لکھے۔ اور ان پر اپنی مہر ثبت کی۔ اس قسم کے خطوط اور وثائق کو ڈاکٹر حمید اللہ نے جمع کیا ہے۔ یہ مجموعہ "اَلْوَثَائِقُ السِّیَاسِیَّۃُ لِلْعَھْدِ النَّبَوِیِّ وَالْخِلَافَۃِ الرَّاشِدَۃِ" کے نام سے شائع ہوا، پہلی دفعہ ۱۹۴۱ء میں قاہرہ سے شائع ہوا۔ تیسری مرتبہ بیروت سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا، اس مجموعہ میں ۲۸۱ خطوط اور وثائق ہیں۔ آنحضرتؐ سے متعلق ہیں۔ ان خطوط میں سے ایک خط وہ ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقوقس شاہِ مصر کو لکھا۔ یہ خط مصر کے آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے برآمد ہوا ہے۔ اور آج بھی مصر

میں موجود ہے۔ (مجموعہ وثائق سیاسیہ ص ۵۰)

یہ خط حدیث کی مستند کتابوں میں منقول ہے، برآمدہ شدہ خط احادیث کی روایت کے عین مطابق ہے۔ اور یہ مطابقت کتبِ حدیث کے مستند ہونے کی واضح دلیل ہے!

ان تمام حقائق کے باوجود اگر کتابتِ حدیث کا عہدِ نبوی میں ہونے کا انکار کیا جائے تو اس کے لیے رازیٔ وقت حضرت مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری کا یہ قول نہایت موزوں ہے:

"تَلَاظَنَّ بَعْضُ الْجَهَلَةِ فِی هٰذَا الزَّمَانِ اَنَّ الْاَحَادِيْثَ النَّبَوِيَّةَ لَمْ تَكُنْ مَكْتُوْبَةً فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فِیْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ وَاِنَّمَا كُتِبَتْ وَجُمِعَتْ فِیْ عَهْدِ التَّابِعِيْنَ قُلْتُ ظَنُّ بَعْضِ الْجَهَلَةِ هٰذَا فَاسِدٌ مَبْنِیٌّ عَلٰى عَدَمِ وُقُوْفِهٖ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْحَالِ"

(تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص۱۸)

کہ "اس دور کے بعض جاہلوں کا گمان ہے کہ احادیث نہ تو عہدِ نبوی میں لکھی گئیں نہ عہدِ صحابہؓ میں بلکہ تابعینؒ کے دور میں لکھی گئیں اور جمع کی گئیں۔ میں کہتا ہوں کہ جاہلوں کا یہ گمان فاسد ہے اور حقیقتِ حال سے عدمِ واقفیت کی بنا پر وہ ایسا کہتے ہیں!"

الغرض جہاں تک عدمِ کتابتِ احادیث کا تعلق ہے، ان کی اسناد سے معلوم ہوگیا کہ صرف ایک حدیث کے علاوہ باقی سب کمزور ہیں۔ اور اس ایک کی حقیقت بھی یہ ہے کہ آپؐ نے قرآن مجید اور احادیثِ نبوی کو ایک صفحہ پر لکھنے سے منع فرمایا، تاکہ قرآن مجید اور احادیث میں التباس نہ ہو۔ (شرح السنۃ بغوی ج ص ۲۹۵) ـــــ الگ الگ لکھنے کی اجازت ہیں بعض نے اس قسم کی احادیث، جن میں ممانعت تھی، منسوخ قرار دی ہیں۔ جب کہ لکھنے کی اجازت والی احادیث ناسخ ہیں۔ (تاویل مختلف الحدیث ص ۲۸۶)

بعض نے یہ لکھا ہے کہ یہ ممانعت اس کے لیے ہے جو صرف کتابت پر اعتماد کرتا تھا اور حفظ کرنے کو بھول جاتا ہے۔ (حاشیہ شرح السنۃ ج ص ۲۹۵)

آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری حکم بلاشبہ کتابتِ حدیث کا تھا۔ کیونکہ خود آپؐ احادیث لکھواتے رہے اور صحابہؓ کو اس کی ترغیب دیتے تھے، روکنا صرف ایک ہی

کاغذ پر اکٹھا قرآنِ مجید کے ساتھ لکھنے کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعیدؓ خدری کی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ جب قرآن و حدیث کا فرق صحابہؓ پر واضح ہو گیا یا جن صحابہؓ کو پہلے ہی اس کا بخوبی علم تھا، مثلاً حضرت عبداللہ بن عمروؓ، ان صحابہؓ کو لکھنے کی عام اجازت مل گئی تھی اور صحابہؓ نے احادیث قلمبند کیں۔

پس جو لوگ احادیث کو ویسے ہی نہیں مانتے، ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ممانعتِ کتابتِ حدیث کا احادیث سے استدلال کریں، کیوں کہ وہ ویسے ہی احادیثِ نبویؐ کے منکر ہیں۔

عہدِ نبویؐ

ایک شخص[۱] نے اپنے باپ[۲] کی منکوحہ[۳] عورت سے شادی کر لی۔ صحابی کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے میرے[۴] ماموں[۵] کو جھنڈا دے کر اسے بطور سزا قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ (الحدیث)

روایت میں پانچوں مبہم اشخاص بالترتیب منظور تمیمی، زبان بن سیار ملیکہ، براء بن عازب اور ابو بردۃ ھانی بن بنار ہیں۔ اگر آپ احادیث میں آمدہ اس طرح کے سینکڑوں نامعلوم اشخاص کی نشاندہی چاہتے ہیں تو آج ہی "المستفاد من مبہمات المتن والاسناد" (عربی)

کا مطالعہ کریں جو کہ شیخ الاسلام حافظ عبدالرحیم العراقی کے فرزند ارجمند نابغہ عصر شیخ الاسلام ولی الدین احمد بن عبدالرحیم کی تالیف ہے۔ جس کا پُرمغز مقدمہ اور معلومات افزا حاشیہ حافظ عبدالستار الحماد فاضل مدینہ یونیورسٹی نے بڑی عرق ریزی سے تحریر کیا ہے۔ بہترین آفسٹ کاغذ، دو رنگے ٹائیٹل کے ساتھ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر محدود تعداد میں دستیاب ہے۔

قیمت مع محصول ڈاک صرف ۲۵ روپے۔

حافظ عبدالغفار السہیل مرکز الدراسات الاسلامیہ ۱۲۹/۱۵-ل میاں چنوں ضلع ملتان۔